سُوۡرَۃُ الاَنۡعَام کی تفسیر

Lesson 2: Al-An'aam (Ayaat 20 - 39): Day 7

اگلی آیات کی تفسیر دیکھیں گے؛

وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۳۲﴾

اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور مشغولہ ہے۔ اور بہت اچھا گھر تو آخرت کا گھر ہے (یعنی) ان کے لئے جو (خدا سے) ڈرتے ہیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں ﴿۳۲﴾

آیت 32 میں جو یہ بات ہے کہ دُنیا تو ایک ختم ہو جانے والی چیز ہے۔ پھر فرمایا گیا اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ؟

اس سے کچھ ملتی جلتی آیات قرآن میں اور جگہ بھی آئینگی۔ سورۃ حٰم السجدہ، سورۃ زمر میں بھی آپ نوٹ کرینگے کہ پھر عقل کی بات کی گئی ہے۔ تقویٰ کی بات نہیں کی گئی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ دنیا کی بے ثباتی کا عقل سے ہی پتا چل جاتا ہے۔

ہم روزانہ لوگوں کو دُنیا چھوڑتے دیکھتے ہیں۔ کوئی واپس نہیں آتا۔ ہم سب کو معلوم ہے کہ ایک دِن یہاں سے چلے جانا ہے۔

جب تک کوئی آخرت کے لئے کوئی سنجیدہ نہیں ہوتا وہ کوئی تیاری نہیں کرتا۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا تھا کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے باغ۔ آپ کہیں بھی جائیں تو جیسی آپ کی سوچ ہوگی ویسا ہی آپ کا رویہ ہوگا۔ گھر سے ہی آپ کا موڈ بن جاتا ہے۔ اگر پارٹی کے

لئے جائیں تو ویسا رویہ ہو گا۔ کسی نوکری کے انٹرویو کے لئے جائیں تو ویسا رویہ ہو گا۔ اگر ہم دنیا کو ایک امتحان گاہ سمجھیں تو ہم اس کو سنجیدہ لیں گے اور اپنا امتحانی پرچہ بہت اچھا کرنے کی کوشش کرینگے۔

ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ اگر سمندر میں انگلی ڈبوئیں تو جتنا پانی اُنگلی پر لگے گا۔ وہ دُنیا ہے۔ اور باقی سارا سمندر آخرت۔

لَعِبٌ وَّلَهْوٌ : یہ دنیا ایک دھوکہ، مصنوعی جگہ اور متاع الغرور ہے۔ مثال کہ جیسے لوگ ایک کاسٹیوم پارٹی میں جائیں۔ جہاں وہ مختلف لباس پہن کر بھیس بدل کر جاتے ہیں۔ یہی کچھ ہمارے ساتھ ہے۔ موت کے ساتھ ہی ہمارا عہدہ، رُتبہ بدل جائے گا۔ ہم وہ ہونگے جو ہم نے اپنے عمل سے اپنے لئے منتخب کیا ہو گا۔ ہمارے اصل کردار پھر سامنے آئینگے۔

پھر پتا چلے گا کہ مفلس کون ہے اور امیر کون ہیں۔ (موت کے بعد پتا چلے گا)

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور بقدرِ ضرورت رزق پر راضی ہو جائے۔ اور موت کے بعد کے لئے سب کچھ لگا دے۔ (اپنا محاسبہ کریں)۔

آج کے دور میں لوگ کیا کہتے ہیں؟ کہ یہ کونسی عقل ہے۔

اللہ کے نبیؐ کی بات سچی ہے۔ آخرت کی تیاری کرنے والا ہی کامیاب ہو گا۔

ایک اور جگہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ ساری دنیا لعنت زدہ ہے جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ سوائے اللہ کی یاد، عالم اور طالب علم۔ (علم سیکھنے اور سکھانے والا)

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٣٣﴾

ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمہیں رنج پہنچاتی ہیں (مگر) یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں ﴿٣٣﴾

پھر آپؐ کو تسلی دی گئی کہ؛

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾

اور تم سے پہلے کبھی پیغمبر جھٹلائے جاتے رہے تو وہ تکذیب اور ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچتی رہی اور خدا کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں۔ اور تم کو پیغمبروں (کے احوال) کی خبریں پہنچ چکی ہیں (تو تم بھی صبر سے کام لو) ﴿٣٤﴾

دو آیات میں بات وہی ہے جو نوحؑ سے لے کر قیامت تک کے مبلغین کے لئے فرمادی گئی۔ یعنی جو نہی کوئی اللہ کی بات لوگوں تک پہنچائے گا۔ لوگ طعنے دینگے، باتیں بنائیں گے۔ مذاق اُڑائیں گے۔ وسوسے ڈالیں گے۔ تو تمام اللہ کے دین کو دوسروں تک پھیلانے والوں سے فرمایا جارہاہے کہ آپ غم نہ کریں۔ پہلے بھی رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا۔

اصل میں بات یہ تھی کہ اللہ کے نبیؐ کو مشرکین کی فکر تھی کہ آخرت میں اِن کو سزا ملے گی۔

آپ ﷺ کو تکلیف یہ نہیں تھی کہ وہ آپؐ کو جھٹلا رہے ہیں بلکہ رنج اس بات کا تھا کہ وہ نا سمجھی میں اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

لَيَحْزُنُكَ : حُزن یہ تھا کہ رسولؐ اس بات کا غم ہوتا ہے کہ ان کو آخرت میں سزا ملے گی۔یعنی اُن پر غصّہ نہیں تھا۔

ماں بچے کا رشتہ دیکھیں کہ اگر کوئی بچہ غلط کام کرے گا تو میرے بچے کا نقصان ہو گا۔

ماں چاہتی ہے کہ بچہ آخرت میں کامیاب ہو تو اس لئے نصیحت کرتی ہے۔

اللہ کے نبیؐ سے فرمایا گیا کہ آپؐ غم بھی چھوڑ دیں کیونکہ غم انسان سے کام کرنے کی طاقت چھین لیتا ہے۔خوشی میں انسان بھاگ بھاگ کر کام کرتا ہے۔غم میں ڈیپریشن ہمیں تھکا دیتا ہے۔

جب تک اللہ کا دین ہمارے لئے دنیا کی ہر چیز سے اہم ہے تو اس سے توانائی ملتی ہے۔یاد رکھیں دین کا کام کرنے والے ہر درجے کے لوگ ہوتے ہیں۔بعض اوقات ہفتے میں ایک دن کلاس دس بارہ سال چلتی ہے۔جب تک محاسبہ نہیں ہو گا تو تبدیلی نہیں آئے گا۔باقاعدگی سے کام ہونا چاہیئے۔دین کا کام ہماری زندگی کا مشن ہونا چاہیئے۔

اپنے آپ کو تیار رکھیں۔ہر حال میں کام کریں۔اللہ مدد کرے گا۔اسی لئے دورۂ قرآن کے بعد لوگوں میں جوش اور جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ : جو اللہ کی بات کو جھٹلائے گا اُسی کا نقصان ہو گا۔ ایک دفعہ ابو جہل اللہ کے نبیؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بے بے شک محمدؐ سچے ہیں۔ انہوں نے ساری عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن ہم یہ بات برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے قبیلے کے پاس ساری شان و شوکت اور نبوت و عزّت جمع ہو جائے۔ چنانچہ ابو جہل نے صاف کہا تھا کہ ہم تجھے نہیں جھٹلاتے لیکن تو جو لے کر آیا ہے اسے نہیں مانتے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ابو جہل کو حضور سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھ کر کسی نے اس سے کہا کہ اس بے دین سے تو مصافحہ کرتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم مجھے خوب علم ہے اور کامل یقین ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبیؐ ہیں۔ ہم صرف خاندانی بنا پر ان کی نبوت کے ماتحت نہیں ہوتے۔ ہم نے آج تک بنی عبد عناف کی تابعداری نہیں کی۔ الغرض نبیؐ کو رسول اللہ مانتے ہوئے آپ نبیؐ کی فرمانبرداری سے بھاگتے تھے۔

اس نے یہ بھی کہا جب یہی بات ہے تو اللہ کی قسم محمدؐ بالکل سچے اور یقیناً صادق ہیں عمر بھر میں کسی چھوٹی سی چھوٹی بات میں کبھی بھی آپؐ نے جھوٹ نہیں بولا۔ ہمارا رکنے اور مخالفت کرنے کی وجہ ایک اور صرف ایک ہی ہے وہ یہ کہ جب بنو قصی کے خاندان میں جھنڈے چلے گئے جب حج کے حاجیوں کے اور بیت اللہ شریف کے مہتمم و منتظم یہی ہو گئے پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ نبوت بھی اسی قبیلے میں چلی گئی تو اب اور قریشیوں کے لیے کون سی فضیلت باقی رہ گئی؟

اِسی کا ذکر اس آیت میں ہے۔

یہ اُن کا مسئلہ تھا۔ کہ وہ جان بوجھ کر نہیں مانتے تھے۔ آپ کو لوگ قرآن سے دُور کرنے کی کوشش کریں۔ تو آپ صبر کریں۔ اللہ کی بات کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

امام محمد بن اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ابو جہل، ابو سفیان، صحر بن حرب، اخنس بن شریق کارات کے وقت پوشیدہ طور پر آن کر ایک دوسرے کی بے خبری میں رسولؐ اللہ کا زبانی قرآن سننے گئے۔ کہتے ہیں کہ "ان لوگوں نے صبح تک قرآن سُنا۔ روشنی ذراسی نمودار ہوئی تھی تو یہ واپس چلے۔ اتفاقاً ایک چوک میں ایک دوسرے سے ملاقات ہو گئی حیرت سے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اس وقت یہاں کہاں؟ پھر ہر ایک دوسرے سے صاف صاف کہہ دیتا ہے کہ حضورؐ سے قرآن سننے کے لیے چپ چاپ آ گئے تھے۔"

اب تینوں بیٹھ کر معاہدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہ کرنا ورنہ اگر اوروں کو خبر ہوئی اور وہ آئے تو وہ تو سچے پکے مسلمان ہو جائیں گے۔ دوسری رات کو ہر ایک نے اپنے طور یہ گمان کر کے کہ کل رات کے وعدے کے مطابق وہ دونوں تو آئیں گے نہیں میں تنہا کیوں نہ جاؤں؟ میرے جانے کی کسے خبر ہو گی؟ اپنے گھر سے پچھلی رات کے اندھیرے اور سوفتے میں ہر ایک چلا اور ایک کونے میں دب کر اللہ کے نبیؐ کی زبانی تلاوت قرآن کا مزہ لیتا رہا اور صبح کے وقت واپس چلا۔

اتفاقاً آج بھی اسی جگہ تینوں کا میل ہو گیا۔ ہر ایک نے ایک دوسرے کو بڑی ملامت کی بہت طعن ملامت کی اور نئے سرے سے عہد کیا کہ اب ایسی حرکت نہیں کریں گے۔ لیکن تیسری شب پھر صبر نہ ہو سکا اور ہر ایک اسی طرح پوشیدہ طور پر پہنچا اور ہر ایک کو دوسرے کے آنے کا علم بھی ہو گیا، پھر

جمع ہو کر اپنے تیئں برا بھلا کہنے لگے اور بڑی سخت قسمیں کھا کر قول قرار کیئے کہ اب ایسا نہیں کریں گے۔

ہم صرف دین میں یہ کام کرتے ہیں کہ ساس یہ دینی بات کہتی ہے تو بہو کیوں مانے۔ یا بہو وہاں قرآن کلاس جاتی ہے تو ساس کیوں جائے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ فلاں ڈاکٹر سے علاج نہیں کروانا مجھے اُس کا کلینک پسند نہیں۔ یا فلاں جاتا ہے میں نہیں جاؤں گی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ جس نے کوئی بات نہیں مانی وہ بہانے بنتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ تھوڑی شدّت سے بات کرتے ہیں۔ کہ تم لوگ جو معجزے مانگتے تو ہو لیکن پھر بھی تم نہیں مانو گے۔

وَاِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكَ اِعۡرَاضُهُمۡ فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِىَ نَفَقًا فِى الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاۡتِيَهُمۡ بِاٰيَةٍ‌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمۡ عَلَى الۡهُدٰى فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۳۵﴾

اور اگر ان کی روگردانی تم پر شاق گزرتی ہے تو اگر طاقت ہو تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ نکالو یا آسمان میں سیڑھی (تلاش کرو) پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لاؤ۔ اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس تم ہرگز نادانوں میں نہ ہونا ﴿۳۵﴾

کہ اگر آپ کوئی نشانی یا معجزہ دکھانا چاہتے ہیں تو جائیں اور لے آئیں لیکن پھر بھی اگر اللہ ہدایت نہیں دے گا تو یہ نہیں مانیں گے۔ آپ اللہ کے نبی ؐ کی پوزیشن کو سمجھیں کہ ایک طرف تو مشرکین تنگ کر

رہے تھے کہ معجزہ دکھاؤ۔ دوسری طرف وہؐ اللہ سے ڈر رہے تھے اور معجزہ نہیں مانگتے تھے کہ اگر معجزہ دیکھ کر بھی مشرکین نہ مانے تو یہ تباہ ہو جائیں گے۔ آپؐ کو اندر سے یہی فکر تھی کہ کاش یہ ویسے ہی مان جائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اللہ نے معجزہ نہیں دِکھانا۔ یہاں سے پتا چلتا ہے کہ معجزے اللہ کے نبیوںؑ یا کسی کے ہاتھ میں بھی نہیں ہین۔ معجزے اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ کوئی شعبدہ بازی دیکھ کر ایمان لا یا بھی تو دِل سے قدر نہیں کرے گا۔ صرف وقت طور پر امپریس یا متاثر ہو جائے گا۔

ایمان صرف دِل کے ماننے سے آئے گا۔ صرف عقل اور ارادے سے انسان کا عمل بدلتا ہے۔ اللہ اپنے سامنے زبردستی کسی کو نہیں جھکانا چاہتا۔

مثال کہ آپ کسی کمزور اور لاپرواہ شخص کو اپنی قیمتی چیز یا امانت نہیں دینگے۔

اللہ کا دین تو بہت قیمتی ہے۔ اس لئے صرف امانت دار اور قدردان کو ملے گا۔ جو اس کا حق ادا کرے اور آخرت میں انعام پائے۔

اللہ مضبوط کندھوں پر دین کی امانت رکھنا چاہتے ہیں۔

آپ کوئی عمارت بنتی دیکھیں کہ کیسے بنیادوں کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔ پھر دیواریں کھڑی کی جاتی ہیں۔ جب بنیاد اور دیواریں کھڑی ہو جائیں تو پھر چھت ڈالی جاتی ہے۔ باقی دروازے کھڑکیاں تو بعد میں لگتے ہیں۔

شعبدہ بازی تو دنیاوی، مصنوعی اور عارضی ہیں۔

سچ کے اندر مبالغہ نہیں ہوتا۔ حق کو فرق نہیں پڑتا۔ حق سچ ہی رہے گا۔ چاہے کوئی مانے یا نہیں۔

مثال اگر کوئی یہ چاہے کہ میرے سامنے 100 یا ہزار لوگ بیٹھیں۔ تو آپ اُن کو خوش کرنے کی کوشش کرینگے۔ لیکن جب آپ صرف اللہ کا دین دوسروں تک پہنچائیں گے تو پھر آپ سچ کہیں گے۔ دین مکمل ہو گیا ہے۔ اب کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ سچ وہی ہے جو قران اور سنت سے ثابت ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ فلاں ملک میں سود حلال ہے تو آپ سچ بولیں گے کہ سود اور شراب دنیا میں جہاں بھی رہیں حرام ہے۔ لیکن جو لوگ لوگوں کو خوش کرتے ہیں اور جن کو دنیاداری چاہیئے وہ لوگوں کو خوش کرتے ہیں۔

یہی بات تو مشرکین کہتے تھے کہ اللہ کے نبیؐ تھوڑا سے بدل جائیں۔ بس بتوں کو بُرا نہ کہیں ہم اللہ کو مان لیں گے۔ لیکن نہیں اللہ واحد معبود ہے۔ پھر کوئی پیر، کوئی امام، کئی بزرگ سجدے کا حقدار نہیں۔ سجدہ اور عبادت صرف اللہ کے لئے ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ: یہاں اس سے مُراد ہے کہ اللہ کے نبیؐ آپؐ ان کے لئے جذباتی نہ ہوں۔ آپؐ ان کی محبت میں بہت آگے نہ جائیں۔ اللہ کے نبیؐ کی دوسروں کے لئے خیر خواہی کا ذِکر کیا گیا ہے۔

اسلام ایک انقلاب کا نام ہے۔ جو روح،۔ شعور اور قلب میں آتا ہے۔ صرف چار عبادات کا نام اسلام نہیں ہے۔ وہ اسلام کا حصّہ ہیں لیکن سارا اسلام نہیں ہیں۔ اپنی مرضی سے سوچ سمجھ کر جب انسان

خوشی سے اللہ کی خاطر اپنا عمل بدلتا ہے۔اپنی زندگی بدلتا ہے وہی مومن ہے۔ معجزے دیکھنے والے نہیں مانتے۔

اِنَّمَا يَسۡتَجِيۡبُ الَّذِيۡنَ يَسۡمَعُوۡنَ ؔ وَالۡمَوۡتٰى يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيۡهِ يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۳۶﴾

بات یہ ہے کہ (حق کو) قبول وہی کرتے ہیں جو سنتے بھی ہیں اور مردوں کو تو خدا (قیامت ہی کو) اٹھائے گا۔ پھر اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے ﴿۳۶﴾

جو پورے شعور سے سنتے ہیں تو وہی دین اسلام کی دعوت کو قبول کرینگے۔

مُردے دو طرح کے ہیں۔ایک جسم کی موت۔اور روحانی موت۔

روحانی طور وہ زندہ ہیں جو اللہ کے نبیؐ کی دعوت دِین کو قبول کرینگے۔سب نے اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔

جو لوگ قبروں میں جاچکے ہیں وہ بھی نہیں سُنتے۔وَالۡمَوۡتٰى يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ ۔۔ مُردوں کو تو اللہ ہی روزِ قیامت اُٹھائے گا۔

(صرف اللہ کے نبیؐ کی زندگی میں معجزے کے طور پر کچھ مردوں نے آپؐ کو سُنا تھا)۔

قران اور سنّت سے بات ثابت ہو چکی کہ مُردے قبروں میں ہماری بات نہیں سنتے وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ جس کی روح مُردہ ہو چکی وہ ہی قبر سے مُردے سے مانگے گا۔اگر وہ سُن بھی لیتے تو مردے کیا کر سکتے ہیں؟ کچھ نہیں کر سکتے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور کہتے ہیں کہ ان پر ان کے پروردگار کے پاس کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی۔ کہہ دو کہ خدا نشانی
اتارنے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۳۷﴾

یعنی مشرکین پھر معجزے یا کوئی نشانی مانگ رہے ہیں۔ اللہ کے نبیؐ کے پاس ایک شخص آیا کہ اگر آپؐ کوئی معجزہ دکھادیں تو اسلام لے آؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ آپؐ معجزہ نہیں دِکھا سکتے تو وہ بولا اس کا مطلب ہے آپؐ نبی نہیں ہیں۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ ایسے لوگوں کے نصیب میں ایمان کی دولت ہی نہیں ہے۔ یہ دین اسلام کی قدر نہیں کرتے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓـئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا
فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جانور ہے ان کی بھی تم لوگوں کی
طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی پھر
سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے ﴿۳۸﴾

یعنی دنیا کی تمام مخلوق، ہر طرح کے چرند پرند اور جانور اللہ کی مخلوق ہیں۔ "اُمَمٌ " اللہ کی اُمتیں اور جماعتیں ہیں۔

جس طرح انسانوں کے گروہ ہیں۔ اسی طرح باقی مخلوق کے بھی گروہ ہیں۔ اِن کے بھی خاندان ہیں۔

چرنے چگنے والے جانور اڑنے والے پرند بھی تمہاری طرح قسم قسم کے ہیں مثلاً پرند ایک امت، انسان ایک امت، جنات ایک امت وغیرہ، یا یہ کہ وہ بھی سب تمہاری ہی طرح مخلوق ہیں، سب پر اللہ کا علم محیط ہے، سب اس کی کتاب میں لکھے ہوئے ہیں۔

1. انسانوں کو شریعت ملی ہے۔ دین، مذہب، کتابیں اور رسول ملے ہیں۔ جانوروں کی شریعت اور دین اُن کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔
   مثال: بکری کے لئے گوشت حرام ہے۔ وہ کھاتی ہی نہیں ہے۔ یہ اُس کی فطرت ہے۔ بکری مر جائے گی لیکن گوشت نہیں کھائے گی۔
2. دوسرا فرق کہ ہمیں پسند، ناپسند کا اختیار دے دیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ کہ اچھے عمل پر جنت کا انعام بھی ملے گا اور بُرے عمل پر جہنم کی سزا۔
3. انسان اور جانور دونوں ہجرت کرتے ہیں۔ جانور موسم کے مطابق یا کھانے کے لئے سفر کرتے ہیں۔ مثال: آپ کھانا ڈالیں گے تو جانور وہاں آنے لگیں گے آپ کھانا دینا چھوڑ دیں وہ وہاں سے چلے جائیں گے۔
   انسانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ دین کے لئے بھی ہجرت کریں۔
4. پھر فرق یہ کہ جانوروں کو دنیا کے لئے بنایا گیا ہے ہمیں آخرت کے لئے بنایا گیا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمام مخلوق چوپائے، جانور، پرند وغیرہ غرض تمام چیزیں اللہ کے سامنے حاضر ہوں گی۔ پھر ان میں یہاں تک عدل ہو گا کہ بے سینگ والی بکری کو اگر سینگ والی بکری نے مارا ہو گا تو اس کا بھی بدلہ دلوایا جائے گا پھر ان سے اللہ فرمائے گا " تم مٹی ہو جاؤ "۔ اس

وقت کافر بھی یہی آرزو کریں گے کہ «يَالَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا» (78-النبأ:40) "کاش ہم بھی مٹی ہو جاتے"

إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ : اس سے پتا چلتا ہے کہ ہم سب کو اُٹھایا جائے گا۔ لیکن جانور مٹی بن جائینگے۔

5۔ عقل کا فرق ہے۔ انسان کو شعور دیا گیا۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ مَن يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٩﴾

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے اور گونگے ہیں (اس کے علاوہ) اندھیرے میں (پڑے ہوئے) جس کو خدا چاہے گمراہ کردے اور جسے چاہے سیدھے رستے پر چلا دے ﴿٣٩﴾

دو طرح سے جھٹلانا ہوُا۔ ایک تو یہ کہہ دینا کہ ہم نہیں مانتے اور دوسرا اللہ کے دین کو پیچھے ڈال کر دنیا کے پیچھے بھاگنا۔

ہدایت سے زندگی بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی۔ سوچیں ذرا آج یہاں سے جانا پڑے تو اعلیٰ تعلیم کیا فائدہ دے گی؟ ڈاکٹر بن گئے تو آخرت میں کیا فائدہ ہوُا؟

بعض لوگ جان توجان بوجھ کر اندھے بہرے اور گونگے بنے رہتے ہیں۔ کہ دین کا علم سیکھ لیا تو عمل کرنا پڑے گا۔ کہتے ہیں کہ ہاں سیکھ لیں ذرا دُنیا کے باقی کام کر لیں۔

آپ اللہ کی طرف آئیں دین سیکھیں۔ اس قرآن کے ایسے معجزات آپ کو دیکھنے کو ملیں گی کہ زندگی آسان، پرسکون اور مطمئن ہو جاتی ہے۔

اللہ سے دُعا ہے کہ ہمیں ہدایت عطا کر دے۔ جب آپ قرآن سیکھنے لگتے ہیں تو آپ قرآن سے لطف اندوز ہونے لگتے ہیں۔ ساری مجبوریاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اللہ سے دُعا ہے کہ آسانیاں عطا فرمائے۔

آمین